Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

A Phonetic Study of Hassan Manzar's Novels

حسن منظر کے ناولوں کا صوتیاتی مطالعہ

Yasir Naeem Baig[1], Dr. Shahida Yousuf[2]
[1]PhD Scholar, [2]Associate Professor, Department of Urdu, Riphah International University, Faisalabad Campus
Correspondance Email: yasirnaeembeg385@gmail.com

pISSN: 3007-2077
eISSN: 3007-2085

HEC approved in
Y category.

Received: 24-06-2025
Accepted: 15-08-2025
Online: 18-09-2025

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license.

Copyright: © 2025 by the author(s).

Abstract

Hasan Manzar, a literary figure of rare artistic precision, has carved an indelible mark on contemporary Urdu fiction, particularly the novel form in the 21st century. His works such as *Waba*, *Dhan Bakhsh ke Baitay*, *Habs*, and *Maan aur Beti* reflect the socio-cultural dynamics of not only Pakistan and India but also extend to Arab and Western civilizations. Manzar's distinctive style blends medical terminology and unfamiliar lexicon with Urdu and English script, showcasing a fusion of disciplines and linguistic innovation. His strategic use of phonetic devices—especially the two-headed "ھ" and nasal sound "ں"—brings forth a textured narrative soundscape. Through his skillful employment of euphonious expressions and symbolic vocabulary, he transcends mere storytelling, inviting readers into multi-sensory literary experiences. The harmony between theme and diction enables readers to emotionally engage with his texts, whether analyzing urban trauma or rural inequity. Manzar's integration of stylistic finesse and sound-based aesthetics not only challenges traditional norms but also elevates the role of phonology in literary criticism. His writings exemplify that prose, like poetry, thrives on rhythm, tone, and cultural memory—a philosophy that places him among the most versatile and visionary Urdu authors.

Keywords:
Hassan Manzar, Urdu phonology, Stylistic aesthetics, Euphonics, Narrative symbolism, Socio-cultural representation, Linguistic innovation

لسانیات کو چار اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سب سے پہلی قسم کو صوتیات کہا جاتا ہے۔ صوتیات کا لفظ صوت سے بنا ہے جس کے معانی آواز کے ہیں۔ لسانیات کی اس شاخ میں تکلمی زبان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ صوتیات میں آوازوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ آوازیں

منہ سے کیسے نکلتی ہیں کن کن مراحل سے ہو کر آوازیں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تمام آوازیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ صوتیات میں اصل اس علم کو زیر بحث لایا جاتا ہے کہ آوازیں پیدا کیسے ہوتی ہے ان کے مخرج کیا گیا ہے۔ یہ تمام آوازیں دوسرے افرد کے کانوں تک کیسے پہنچتی ہیں۔ان آوازوں کے روپ کیا کیا ہوتے ہیں۔ منہ سے نکلنے والی تمام آوازیں جو مختلف اقوام اور ممالک کے زبانوں کا مطالعہ کر کے ان کے درمیان آگہی اور اختلافات کو پرکھا اور جانچا جاتا ہے۔ صرف ایک علاقہ کا ہی نہیں بلکہ مختلف علاقوں کی اصوات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ پروفیسر گیان چند جین لکھتے ہیں:

> ''صوتیات لسانیات کی ایک ایسی صنف ہے جس میں آواز سے متعلق مطالعہ کیا جاتا ہے۔ صوتیات بولنے کی چیز ہے اور اس کا تعلق وتران صوت سے ہے۔اس میں مختلف علاقوں کی اصوات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔''(۱)

صوتیات کا علم آوازوں (یعنی اصوات) کا مطالعہ کرتا ہے کہ آوازیں کیسے بنتی ہیں اور ان کی ترسیل کیسے ہوتی ہے اور انھیں سنا اور سمجھا کیسے جاتا ہے۔ صوتیات کی تعریف کئی کتابوں میں ملتی ہے۔ اور ان سب کا خلاصہ بیان کیا جائے تو وہ کچھ یوں ہو گا کہ صوتیات کا کام یہ ہے کہ وہ ''سائنسی انداز'' میں بیان کرے کہ کسی زبان کے الفاظ میں کون کون سی اصوات تکلم پائی جاتی ہیں یہ بھی کہ کسی زبان کی اصوات کیسے ادا کی جاتی ہیں۔ پھر یہ کہ ان اصوات کے بولے جانے میں کون کون عضو کام کرتے ہیں۔ جب صوتیات کو آوازوں کے پیدا ہونے ان کے سفر کرنے اور سننے اور سمجھنے کے عمل کو زیر بحث لاتا جاتا ہے تو صوتیات کو ہم سائنسی کے طور ایک سائنسی علم جانا جاتا ہے۔ لیکن جب بات اسلوب کی آتی ہے تو یہاں اسی کے معنی کچھ تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جہاں اسلوب کی جمالیات کو سمجھنے کے لیے پرکھنے کے لیے جہاں معنیات، صرفیات، لفظیات لسانی خوبیوں کو نمایاں کرتے ہیں۔ وہاں صوتیات بھی ایک ڈسپلن کے طور پر کام کر کے اسلوب کو نمایاں کرنے میں مدد کرتا ہے۔

اسلوبیات کے تمام زاویے جو اسلوبیات میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ تمام کے تمام مکمل اور ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔ اسلوبیات میں صوتیات کے دائرے میں کئی محاسن کو شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً صوتی حسن، صوتی محاسن، صوتی ہم آہنگی، تجنیس صوتی، صوتی رمزیت، تکرار، قافیہ بندی، مصوتی مقفی، مصوتی تکرار، مرکبات مقفی، وزن و آہنگ خوش آوازی، ہکاری آوازیں کا مطالعہ، کوئی آوازوں کا مطالعہ انفی آوازوں کا مطالعہ، صوتی تکرار، فونیم کا مطالعہ اور سر وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح کے بیسوں عنوانات کو صوتیات کے محاسن کے دائرہ کار میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

اصوات کا مطالعہ خالصتاً تحقیقی ہے۔ صوتیات کا مطالعہ جب بھی متن کی تحقیقی سطح پر ہو گا تو پھر وہ اسلوبیات کے دائرے میں شامل ہو گا۔ یہ تحقیقی سطح لسانی سطح کے دائرے میں لفظ یا حرف کی لسانی تحقیق پر بات کرتی ہے۔

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

ضرورت اس امر کی ہے کہ حسن منظر کے ناولوں میں صوتیاتی لحاظ سے انفرادیت کو تلاش کیا جائے کہ ان کے ناولوں کے متن کی کیا صورت حال ہے؟حسن منظر کے اسلوب میں صوتی لحاظ سے کیا کیا خوبیاں ہیں؟

صوتی رمزیت(Sound Symbolism)

حسن منظر کے ناولوں کے بارے میں سبھی دور حاضر کے ادیب تسلیم کر چکے ہیں کہ جیسے انھوں نے خود کو افسانے کی دنیا میں منوایا ہے۔ویسے ہی حسن منظر نے اکیسویں صدی میں ناولوں میں خود کے مقام و مرتبے کو گراف میں نمایاں کروالیا ہے۔

حسن منظر کے ناولوں نہ صرف پاکستان اور ہندوستان بلکہ مغربی ممالک اور عرب ممالک کی تہذیبوں کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔ان کے تمام ناولوں حقیقت پر مبنی نظر آتے ہیں۔اور اس دور میں اتنا کچھ بیان کر نا عام لکھاری یعنی عام ادیب کے بس کی بات نہیں۔

حسن منظر کے اسلوب کی خوبی ہے کہ انھوں نے جس معاشرے پر بات کی اس بات کو اسی معاشرے رنگ میں کیا ہے۔

ان کے ناولوں پر اگر بات کریں تو ان کا ایک مختصر ناول ہے"وبا"نام سے ہی ظاہر ہے کہ کسی جان لیوا وبا پر بات ہو گئی اس کے اندر تو حسن منظر کے اس ناول میں انھوں نے اُردو زبان سے ہٹ کر میڈیکل سے متعلق الفاظ کو اپنے اسلوب میں اپنایا ہے اور اس ناول میں انھوں نے انگریزی کے الفاظ کی برمار کر دی ہے تاکہ اُردو بولنے،پڑھنے اور لکھنے والوں کا تلفظ بھی درست ہو جائے کیونکہ انھوں نے انگریزی سے ہٹ کر انگریزی الفاظ کو اُردو رسم الخط میں بھی کثرت سے لکھا ہے۔اگر اس سے ہٹ کر ان کے ناول"دھن بخش کے بیٹے"کے حوالے سے بات کریں تو وہ انھوں نے سندھ کے دیہی علاقوں میں دو گروہوں کی زندگیوں کی بہترین عکاسی کی گئی ہے کہ امیر افراد کسی طرح اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے غریب لوگوں کی عزتوں سے بھی کھیل جاتے ہیں اور اس کے برعکس دوسری طرف غریب عوام کس طرح کے ظلم و ستم برداشت کر کے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

حسن منظر کے جس ناول پر بھی نظر پڑے گی تو اس کا اسلوب اس تہذیب سے مناسبت رکھتا ہو گا جس کی عکاسی میں وہ ناول انھوں نے تخلیق کیا ہو گا۔حسن منظر اسلوب کے حوالے سے اپنی مثال خود آپ ہیں۔ان کے اسلوب کے بارے میں"سلمیٰ اعوان"لکھتی ہیں کہ:

> "کچھ لوگ بڑے خاص ہوتے ہیں۔اوپر والے کی نگاہ انتخاب کا مرکز اور حسن منظر انھی میں سے ایک ہیں۔جن کے وجود میں اس نے رنگا رنگ صلاحیتوں کے ست ڈال دیے ہیں۔"(۲)

حسن منظر کی تحقیق کے حوالے سے الیاس عشق لکھتے ہیں:

> "حسن منظر کو دیکھنے دکھانے کا فن خوب آتا ہے۔اسی کا افسانہ بصارت اور بصیرت کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے۔بصارت زندگی کے حسن و قبح کو کیمرے کی سچائی کے ساتھ دیکھتی ہے اور بصیرت ایکسرے کے تجزیاتی عمل سے

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

اس کی تصدیق کرتی ہے۔انسانی فطرت اور نفسیاتی کا کوئی پہلو اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہوتا۔"(۳)

حسن منظر صوتی حسن کو قائم رکھتے ہوئے انہیں احسن انداز اور مخصوص اسلوب سے بہترین عکاس میں منظر کشی بیان کرتے ہیں کہ قاری جذبات وخیالات میں جادو کی طرح گم ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ ان کے ناول "وبا" میں وہ مریضوں کے تیارداروں کے دعا کرنے اور ان کے اہل وعیال کے حوالے سے خاص کر ان مریض بچوں کے ماؤں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کچھ ماحول اور منظر کو انھوں نے صوتی رمز کی ایک بہترین فنکاری سے بیان کیا ہے۔ حسن منظر اپنے ناول "وبا" میں لکھتے ہیں:

> "کچھ عورتیں جو برقع پہنتے ہیں اس وقت ایک وارڈ سے دوسرے وارڈ میں جا کر زیادہ بیمار بچوں اور بڑوں کے بیڈ کے برابر کھڑی ہو کر منہ میں دعائیں پڑھ کر ان پر پھونک رہی ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں پنج سورے اور تسبیحاں ہیں۔ جتنی دیر وہ خاموش کھڑی دعا پڑھ رہی ہوتی ہیں۔ مریضوں کے تیاردار خاص طور سے بچوں کی مائیں ان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتی رہتی ہیں: شاید ان کی دعا کو قبولیت ہو۔"(۴)

حسن منظر نے اس مندرجہ بالا اقتباس میں الفاظ کو ان کے بہترین معانی اور مناسب جگہ کے حوالے سے بہترین صوت کی صورت میں بیان کیا کرنے اپنے مخصوص اسلوب اور فن پر دسترس کی مثال بیان کر دی ہے۔

اسلوبیات میں صوتیاتی نظام مرکزی کام سرانجام دیتا ہے۔ ہر صوت لفظ کے باطن میں پنہاں ہوتی ہے۔ اور اس کو ظاہر کی سطح پر لانے کے لیے مختلف وسائل کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ صوتیات ہی کی وجہ سے تخلیقی متن میں موجود تصوراتی وجود کسی حد تک سامنے آجاتے ہیں۔ صوتیات کا نظام اصل میں آوازوں کی اقسام کو الگ الگ کر کے گننے کا نام نہیں بلکہ صوتیات میں معانی آفرینی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ صوتیاتی نظام میں استعارات ، تشبیہات ، لفظیات ، علامات اور تلازمات کا پورا پورا ادراک اسی وقت ہوتا ہے ۔ جب انہیں دوسروں طریقوں کے ساتھ ساتھ صوتیاتی طریقہ کار کے ساتھ بھی دیکھا جائے۔ حسن منظر نے استعارات، تشبیہات، لفظیات اور علامات سے ہٹ کر بہت سے نامانوس الفاظ کا بھی استعمال کیا ہے لیکن انھوں نے ان الفاظ کو اپنے ناولوں (کہانیوں) سے مناسبت کی بنا پر دیکھا اور پرکھا ہے پھر ان کو استعمال کیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حسن منظر ایک صحیح علم والے فرد ہیں اور ان کے علم کا اندازہ ان کے اسلوب سے بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ انھوں نے اپنے ناول "حبس" میں اتنے ناماموس الفاظ استعمال کیے ہیں کہ عام قاری ان کے ان الفاظ کو سمجھنے کے لیے ڈکشنری کا سہارا لیا ہے کہ یہ الفاظ کیا ہیں اور ان کے معانی کیا ہیں۔ چند الفاظ جو انہوں نے اپنے ناول جس میں استعمال ہیں اگرچہ الفاظ کثرت سے ہیں لیکن ان میں سے صرف چند الفاظ بطور نمونہ ہم جائزے کے طور پر دیکھتے ہیں۔

المشرقیون: مزارہی یہود۔ مشرق کی یہود آبادیوں کے لوگ

زیتون: القدس کی پہاڑی جس پر داؤد کا شہر بسایا گیا تھا۔

رائن لینڈ جرمنی

یوم النکبہ: عام طور پر ہر سال ۱۵ مئی کو فلسطین میں منایا جانے والا دن۔ جب ۱۹۴۸ء میں یورپ سے نازل ہونے والے سفید یہود نے برطانوی پشت پناہی میں سات لاکھ سے زیادہ فلسطینیوں کو ملک سے نکل جانے پر مجبور کیا تھا۔

کینسہ: یہود کی عبادت گاہ(Synagogue)

اشکے: جو شخص شدت سے ناپسند کرتا ہے۔

خزر: ترکستان کے شمال کا ایک ملک بتایا جاتا ہے لوگ وہاں کے سفید ہوتے ہیں۔

شیما: دعا

کوشیر: (Kosher)یہود کے دینی مسلک کے مطابق جائز غذا، مذبوح جانور کا گوشت

تالمود: یہود کی فقہ اور رسومات سے متعلق کتاب

اس طرح کے کثیر تعداد میں الفاظ موجود ہیں جو حسن منظر کے وسیع علم کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا شعبہ میڈیکل سے متعلق ہے۔ اس لیے انھوں نے اپنے ناول ''وبا'' کو مخصوص میڈیکل کی زبان میں ترتیب دیا ہے۔ الفاظ کو اُردو، انگریزی رسم الخط میں لکھا ہے۔

ادب کا تعلق ہمارے حواس سے ہوتا ہے۔ اس لیے کچھ چیزیں ادب میں ایسی موجود ہیں جن کو سائنسی سطحوں پر پرکھا نہیں جاتا بلکہ پرکھا جا نہیں سکتا۔ کیونکہ ادب کا تعلق ہمارے حواس خمسہ سے ہے اور ہم ان سے جذبات وخیالات کو محسوس تو کر سکتے ہیں۔ ان کی پیمائش نہیں ہو سکتی۔ صوتیات کا مسئلہ اگرچہ تکنیکی ہے لیکن اسلوبیات کے اس نظام میں اس کو کیفیات کے تابع رکھا گیا ہے۔

حسن منظر کے ناولوں کا اسلوبیاتی جائزہ لینے کا اصل مقصد اس میں صرف آوازوں فقرات کی ترتیب، الفاظ کے معانی ہی نہیں بلکہ اس سے اسی بات پر تحقیق ہے کہ کس طرح کے الفاظ یعنی کون کون سی زبانوں کے الفاظ مل کر اُردو زبان معرضِ وجود میں لائی جاتی ہے۔ بنیادی نقاط واضح ہو جائیں کہ کون کون سے الفاظ نمائندہ آوازیں کسی کسی زبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حسن منظر کے ناولوں میں سے عربی، فارسی، ہندی حروف اور ان کی آوازوں کا جائزہ لیا جائے گا اور اسی کے ساتھ ہائیہ مخلوط آوازوں، شفی آوازیں، مخفی آوازیں، نون غنہ کے استعمال اور ان کی خوش اسلوبی پر بات کریں گے۔

''حسن منظر'' کے ناولوں میں ہائیہ مخلوط آوازوں کا جائزہ

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اُردو زبان میں ہندی الفاظ کی بھرمار ہے۔ اُردو حروف میں سے ''ٹ، ڈ، ڑ، کھ، اور گھ، خالص

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

ہندی آوازوں والے الفاظ ہیں۔دو چشمی ''ھ'' والے الفاظ کو بھی خالصتاً ہندی الفاظ میں شامل کیا جاتا ہے۔اگر الفاظ کا جائزہ لیا جائے تو کچھ الفاظ اصوات پر مبنی ہوتے ہیں۔کچھ حرکات وسکنات پر مبنی ہوتے ہیں الفاظ صرف آوازوں کے مجموعوں کو ہی نہیں بلکہ معانی کا مجموعہ ہوتے ہیں چلتی پھرتی تصویریں ہوتے ہیں۔حسن منظر کے ناول ''دو مختصر ناول ماں اور بیٹی'' میں سے چند الفاظ ہائیہ مخلوط آوازوں کی ایک فہرست بندی:

> ''بکھرے، گھومتے، کھلے، چھوڑنا، کھیل، پوچھی، کھول، دھند، جھیل، دھارا، ڈھارس، بندھانے، سیدھا، دھوبی ، مرکھپ، اکھڑا، لکھی، پڑھی، کھولے، چڑھا، اٹھی، کھڑی، دھو، کنگھا، دکھانے، بوڑھی، ادھیڑ، تھام، کھولی۔دکھائی، باندھے، ٹھنی، جھاڑو، دھن۔''(۵)

ان تمام الفاظ میں سے کچھ الفاظ تو بطور نام استعمال ہوتے ہیں اور کچھ الفاظ بطور صوت اور کچھ الفاظ بطور صفات استعمال کیے جاتے ہیں۔اسمائے صفت میں شامل اکثر الفاظ میں ہائیہ مخلوط کا استعمال ہوتا ہے۔

ان تمام الفاظ کو مارفیم کے ذیل میں بھی پرکھا جا سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ الفاظ ''۲'' مارفیم پر مشتمل ہیں اور کچھ نہیں پر مثلاً: لفظ اگر اٹھنی اس لفظ میں مارفیم ہیں (ٹھنی+ی) اسی طرح تھام (تھا+م) اس میں بھی دو مارفیم ہیں۔اس طرح کچھ الفاظ میں تین مارفیم ہوتے ہیں۔جیسے لفظ چھوڑنا اس لفظ میں تین مارفیم ہیں (چھو+ڑ+نا) دو چشمی ''ھ'' کے بارے میں ان تمام حروف کا مسئلہ صوت کو بنیاد بنتا ہے۔املاء کو نہیں اس حوالے سے ڈاکٹر مسعود حسین لکھتے ہیں کہ:

> ''صوتی نقطہ نظر سے کھ، چھ، بھ، علاحدہ اور مستقل آوازیں ہیں۔۔۔سہل پسندی اس صوتیاتی مغالطہ کا باعث بن گئی ہے کہ ''دھ'' مرکب ہے۔(د+ھ) سے جبکہ ''دھ'' ایک مفرد آواز ہے۔اُردو والے اکثر (ہ) مخلوط اور (ہہ) کے استعمال میں بڑی لاپرواہی برتتے ہیں۔یعنی (ہے)، (ھے) بھی لکھ جاتے ہیں۔حالانکہ دو چشمی (ھ) کو ہمیں مخصوص کردینا چاہیے صرف کھ، بھ،، دھ وغیرہ کے ساتھ۔''(۶)

روایت اور صوتیات کا آپس میں بہت گہرا رشتہ قائم ہوا ہے۔روایت کو نہ تو آسانی سے چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی آسانی سے توڑا جا سکتا ہے۔حسن منظر کی پیدائش ہندوستان میں ہوئی اور ان کی تربیت بھی اسی ماحول میں ہوئی۔ان کے اسلوب اور ان کے اندازِ تحریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ہکار آوازوں اور ہائے مخلوظ کی صورت اور املا میں فرق کرنا اب آسان ہو گیا ہے۔حسن منظر کے تمام ناولوں میں دو چشمی ''ھ'' کے استعمال سے بھرے پڑے ہیں۔

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

نون غنہ کا صوتی استعمال

نون غنہ کی آواز کو حسن منظر نے اپنے ناولوں میں کئی طرح سے استعمال کیا ہے۔اس کو انھوں نے اکثر مقامات پر جمع بنانے کے لیے حسن منظر نے نون غنہ کا استعمال کیا ہے۔اس سے ہٹ کر اگر ہم نون غنہ کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نون غنہ کا استعمل اکثر حروف علت کے بعد ہی ہوتا ہے۔خاص طور پر ''الف''، ''واؤ'' اور ''ی'' کے بعد۔

علم صوتیات پر ایک بڑا سوال کیا جاتا ہے کہ قاری حضرات اکثر و بیشتر تحریر کو غیر آواز کے پڑھتے ہیں تو اس صورتِ حال میں صوتیات کے معنی حقیقت میں بے مقصد ہو جاتے ہیں۔جب قاری دل ہی دل میں کسی تحریر کو پڑھتا ہے تو آواز پیدا ہی نہیں ہوتی اپنی جگہ یہ سوال ٹھیک ہے لیکن جب کوئی بھی بحث لسانیات کے زمرے میں آجاتی ہے تو وہاں تحریر کو تقریر کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ہر لکھی ہوئی شے کو بھی کو بولی ہوئی شے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر لکھی ہوئی شے از خود تقریری بن جاتی ہے تو اس کا تجزیہ از خود اسی اصول کے تحت آجاتا ہے۔حسن منظر کے ناولوں میں نون غنہ والوں الفاظ کثرت سے موجود ہیں۔ان میں سے چند ایک الفاظ کے ذریعے ان کے صوتیاتی آہنگ کا جائزہ لیتے ہیں:

> ''گاؤں، شہروں، نالیوں، سڑکوں، کناروں، بوتلوں، مکھیوں، گرمیوں، معنوں، الماریوں، سالوں، لوگوں، کاروں، نگاہوں، عرسوں، میلوں، ختنوں، کپڑوں، گھوڑوں، جوتیاں، کیوں، گائیوں، بھینسوں، چھٹیوں، دکانوں، ہوٹلوں، ریستورانوں، مریضوں، وہاں، جہاں، دواؤں، بازوؤں، پنکھوں، ماں، سیڑھیاں، آنکھوں۔''(۷)

ان تمام الفاظ کا اگر جائزہ لیا جائے تو انہی الفاظ میں اکثر و بیشتر مقامات پر حسن منظر نے نون غنہ کا استعمال الفاظ کو جمع بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔جیسے شہروں، نالیوں، سڑکوں، کپڑوں، گھوڑوں، الماریوں، ریستورانوں، عرسوں اور میلوں وغیرہ جیسے لاتعداد الفاظ بطور جمع لکھے ہیں۔کہی کہی نون غنہ کا لفظ بطور نام والوں الفاظ میں استعمال کیا ہے۔ان الفاظ کا اُردو میں استعمال اس قدر ہو رہا ہے کہ شاید کوئی صفحہ ایسا ہو جس پر نون غنہ والا لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو۔نون غنہ ایک عام لفظ یا علامت کی صوت کو وہ ٹھیک ٹھیک تناظر میں استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔نون غنہ کے استعمال میں کہی کہی قافیہ و ردیف کی سی کیفیات نظر آتی ہیں۔مثلاً حسن منظر کے ناول ''حبس'' میں سے ایک پیراگراف دیکھ کر قافیہ و ردیف کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

> ''ان دونوں تصویروں کے بیچ میں کیلنڈر ہے جس کے ہر ورق پر سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والے ایک ازرے اٹلی بچے کی تصویر ہے مگر ان بچوں کی خوبصورتی محض ایک دھوکا ہے۔''(۸)

حسن منظر نے نون غنہ کا استعمال ماہرانہ انداز میں بڑی تعداد میں کیا ہے۔ایک ایک پیراگراف میں کافی تعداد میں انھوں نے نون

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

غنہ کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً ’’العاصفہ‘‘ ناول میں حسن منظر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ :

’’میں نے اپنے دونوں بازوؤں کو ہاتھوں میں تھام کر چھت کو تکتے ہوئے کہا۔ مجھے معلوم تھا خدا نے اسے میرے لیے بنایا ہے وہ ان عورتوں میں سے ہے جن کے لیے خدا نے کہا ہے اور وہاں وہ ہوں گی جن کی نگاہوں میں حجاب ہوگا۔‘‘(۹)

اسی طرح اس ناول میں ایک اور جگہ حسن منظر نون غنہ کا استعمال کچھ اس انداز میں کرتے ہیں کہ :

’’اور بالوں کو؟

بالوں کو! اس نے چونک کر پوچھا

ہاں ہاں بالوں۔ بالوں کو قلفل نہیں کہتے ؟

نہیں۔ لیکن کیوں؟‘‘(۱۰)

اس چھوٹے سے پیرے میں حسن منظر نے ماں اور بیٹے کے درمیان بالوں پر مقالمے کو بیان کیا ہے اور ان چار لائنوں میں حسن منظر نے نون غنہ کا سات بار استعمال کیا ہے۔ اتنے احسن انداز میں بیان کیا ہے کہ نثر کو بھی شاعری کے انداز میں بیان کیا گیا۔ نثر میں بھی جمالیاتی کیفیت نظر آتی ہے۔ نون غنہ کو حسن منظر عام حرف یا علامت کی صوت میں بلکل ٹھیک ٹھیک اپنے فنکارانہ انداز سے استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نون غنہ میں چھپی ہوئی کیفیات، اتار چڑھاؤ اور سر سے بخوبی واقف ہیں اور اس کے استعمال پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

خوش آوازی (Euphony)

خوش آوازی صرف شاعری میں ہی نہیں بلکہ خوش آوازی نثری تخلیق میں زیادہ رونما ہوتی ہیں۔ اس سے مراد تحریر میں ایسے صوتیاتی جمالیات پیش کیے گئے ہو کہ ان کو پڑھتے وقت قاری کے جذبات کو احساسات متحرک ہو جائیں۔ متن محض ایک لعوی اعتبار سے ہی تخیل بیان نہیں کرتا بلکہ متن کی نوعیت لفظ کے تمام متعلقات معنی پر محیط ہے۔

متن میں مصنف مختلف طریقوں سے قاری کے جذبات سے کھلتا نظر آتا ہے۔ اس کے لیے مصنف کبھی علامت نگاری سے کام لیتا ہے کہی منظر کشی کر کے قارئین کے جذبات و احساسات و خیالات کو متحرک کرتا ہے تو کبھی کسی واقعہ کے لیے علامت نگاری سے کام لیتا ہے۔ مصمتوں اور مصوتوں کے تال میل سے اور ان سے پیدا ہونے والی آوازوں کے ذریعے ہر ادیب اپنی تحریر میں جان ڈال لیتا ہے۔

اگر متن کو ترتیب کے ساتھ قاری پڑھ رہا تو اس کے جذبات خود بخود بھی پروان چڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر لکھاری کو اپنے فن پر عبور حاصل ہے تو اس نے متن کو اتنے احسن انداز سے ترتیب دیا ہوتا ہے کہ اس کا کہی سے بھی مطالعہ کر لیا جائے تو اس میں قارئین کو اپنی

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

جانب متوجہ کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ حسن منظر ہانی کہنے میں اپنی مثال آپ خود ہیں۔ ان کے ہر ناول میں کہانی کا پلاٹ اور کردار اتنے مظبوط ہیں کہ ان میں کہیں بھی کوئی بھی کسی قسم کا جھول نظر نہیں آتا۔ حسن منظر اپنے ناول ”وبا“ میں ایک بزرگ اور ہسپتال کے منظر کو اتنے احسن انداز میں بیان کرتے ہیں کہ قاری سے یہ منظر برداشت نہیں ہوتا اس کی آنکھوں سے خود بخود آنسو نکل آتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ :

> ”ڈاکٹر یہ صبح سے اپنے پوتے کی آنکھوں کے لینزوں کے لیے پھر رہا ہے جو آنکھوں کو پانی کے پھویوں سے صاف کیے جانے پر باہر نکل آتے تھے۔ ہر ایک سے کاغذ مانگتا پھرا۔ پھر نجانے کہاں سے یہ کاغذ اس کے ہاتھ آگیا اور اب آپ کو دکھا رہا ہے۔
>
> ڈاکٹر انیس ایک بار پھر آنکھ کے موتیوں کو دیکھتا ہے اور پھر بوڑھے کو۔
>
> بوڑھا کہتا ہے: لڈن کے یہ پھر سے نہیں اُگ جائیں گے ؟
>
> ڈاکٹر نے مایوسی سے سر ہلایا۔
>
> پھر تو وہ کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔
>
> ڈاکٹر انیس سے کوئی جواب نہیں بن پڑ رہا ہے
>
> بوڑھے کے پاس رونے کے دو آنسو بھی نہیں بچے ہیں۔ سر لٹکائے وہیں کھڑا ہے۔“(۱۱)

متن میں موجود واقعہ سے قاری کو اس بزرگ کے دکھ و تکالیف اور اس بزرگ کی بے بسی پر دکھ ہوتا ہے اگر اس کا سیاق وسباق دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ بوڑھے آدمی کا اس کے دو پوتوں کے سوا کوئی نہیں بچا تھا۔ آخر کار یہ دو بھی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ اس متن میں حسن منظر نے اس بزرگ کی سادگی سے اسی انداز میں بیان کیا ہے کہ وہ بچے کے لینزوں کے لیے کاغذ ہر ایک سے مانگتا پھرتا ہے۔ پھر اسی سادگی کے انداز میں ڈاکٹر انیس سے پوچھتا ہے کہ ”لڈن کے یہ پھر سے نہیں اُگ جائیں گے“ بزرگ کو معلوم ہی نہیں کہ آنکھوں کے لینز دوبارکب اُگتے ہیں۔ حسن منظر اپنے ناول ”ماں اور بیٹی“ میں عورت پر مرد کی منفی نظر کے اثرات جو نئی لڑکیاں جوان ہوتی ہوئی پر منتقل ہوتے ہیں ان اثرات کو کچھ اس انداز سے تحریر کرتے ہیں کہ :

> ”پھر رکشے والا جو پہلے روز صبح سے آکر بلڈنگ کے نیچے کھڑا ہو جاتا تھا اور انہیں لے جاتا لاتا تھا، اب اس سے مما کترا رہی تھیں تو کیا وہ بھی حمزہ اور فتح کی طرح مما کو دکھ دینے والا مرد تھا؟
>
> پھر ایک خیال دماغ میں آکر نکا چلا گیا، آئندہ نہ وہ کسی سے باتیں کریں اور اسے گھر لائیں نہ میں بڑی ہو جانے پر کسی مرد سے بات کروں گی۔
>
> I hate them all, I hate them,

اس کے بعد کے دن ایسے تھے جیسے ماں بیٹی دونوں کو زندان میں ڈال دیا گیا ہو۔ وہاں روشنی آتی تھی اور ہوا چلتی تھی ورنہ یہ جگہ کسی تاریک زیرِ زمین قید خانے (Dungeon) سے کم نہیں تھی۔"(۱۲)

حسن منظر کہانی میں مہارت کا ثبوت دیتے ہیں ان کا ہر ناول اپنی مثال آپ ہے۔ ناول کو جس تہذیب کے حوالے تحریر کیا ہے وہ حقیقت میں میں اس تہذیب کی عکاس کرتا ہے۔ خوش آوازی کے تمام رنگ تحریر میں حسن و خوبصورتی پیدا کرتے ہیں۔ خوش آوازی اور موتی حسن کے بارے میں مرزا خلیل بیگ لکھتے ہیں کہ :

"بعض اجزا میں آوازوں کی مخصوص ترتیب و تنظیم پائی جاتی ہے، ایسے اجزا کا اگر ہوشیاری سے انتخاب کیا جائے اور انھیں سلیقے سے مرکب کی شکل میں ترتیب دی جائے تو ان میں ایک طرح کی خوش آوازی (Euphony) اور صوتی حسن پیدا ہو جاتا ہے جو سننے والوں کے ذہن خوشگوار سمعی تاثر قائم کرتا ہے۔"(۱۳)

خوش آوازی کے اور بھی کئی مزید طریقے ہیں خلیل بیگ کے یہ بیان مرکبات کے حوالے سے ہے اس کا اطلاق نچر کے تمام پہلوں پر ہوتا ہے۔ حسن منظر کے ہاں صدتیات کے مزید سلسلے بھی موجود ہیں۔ انوں نے ایک ایک لفظ کو ایک ایک فقرے میں اتنی اتنی بار استعمال کر دیا ہے کہ یہ عام لکھاری کے بس کی بات ہے ہی نہیں۔ حسن منظر کا یہ ایک منظر دیکھیے :

"ایک دن اگر ایٹم بم ختم ہو گئے ، اسلحہ کی دنیا پر امریکہ کی بالادستی مٹ گئی اور جنگ جاری رہے تو پھر ہم فکس سوری عربوں جیسے بے جگری سے لڑنے والے کہاں سے لائیں گے۔ رہے بمبار ہوائی جہاز، وہ ہمارے بہت ہیں خود کشی بمبار ایک بھی نہین۔ اگران کے پاس ہمارا جیسا جنگی طیارہ ایک بھی ہوا اور اسے اڑنے والا بھی تو وہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اسے کینیسٹ سے جا ٹکرائے گا۔"(۱۴)

اس ایک متن کے ٹکرے میں اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حسن منظر نے "الف" کا استعمال کتنے احسن انداز میں اور کتنی دفعہ کیا ہے۔ ایک ہی لفظ کو اتنے خوبصورت انداز میں اتنی بار استعمال کرنا کوئی آسان کام تھوڑی ہے۔ حسن منظر نے انگریزی الفاظ کو بھی بڑی خوبصورتی کے ستاھ اپنایا ہے۔ اُردو زبان دوسری تمام زبانوں کو اپنے اندر جمع کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ دورِ جدید کے جدید نظام کے لیے اب ہر جگہ انگریزی کا بول بالا ہے۔ اس کے چرچے ہیں۔ اب انگریزی زبان ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ مجبوری بھی بن چکی ہے۔ اُردو زبان کیونکہ اپنے اندر یہ خصوصیات رکھتی ہے کہ یہ تمام الفاظ کو جذب کر لیتی ہے۔ چاہے وہ کسی بھی زبان کے ہو تو اب اُردو میں سینکڑوں نہین بلکہ ہزاروں الفاظ ایسے مل جاتے ہیں جو انگریزی زان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اب تو الفاظ صرف اُردو رسم الخط میں نہیں بلکہ الفاظ کو بے عینی ویسے کا ویسے لکھ دیا جاتا ہے یعنی کہ الفاظ کو انگریزی رسم الخط سے ہی لکھا جاتا ہے جو کہ تمام قارئین اس کو بڑی آسانی سے پڑھ بھی لیتے ہیں ارو سمجھ بھی لیتے ہیں۔ اس حوالے سے خلیل صدیقی لکھتے ہیں :

Tahreer
Journal of Languages and Literature, Vol. 3 No. 3 (2025)

> ''ہماری یہ رائے ہے کہ وضع یا ترجمہ کی ہوئی اصطلاح کو دلالتِ معنی کے لحاظ سے موزوں قابلِ فہم اور زبان سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ انگریزی کے جو اصطلاحی الفاظ، آسان اور اُردو کے مزاج سے ہم آہنگ ہیں انھیں اپنا لینے میں کوئی حرج نہیں۔''(۱۵)

حسن منظر کے ناول ''وبا'' کو دیکھا جائے تو اس میں تقریباً تیس چوتھائی الفاظ و تراکیب انگریزی زبان کے استعمال کیے گئے ہیں جو کہ صوتی لحاظ سے اور معانی کے اعتبار سے بھی ناول کا حسن ہیں۔ انھوں نے ان الفاظ اور تراکیب کو اردو اور انگریزی دونوں رسم الخط میں استعمال کیا ہے تاکہ قارئین کے تلفظ بھی درست ہو جائے اور جدید دور کے تقاضے بھی پورے ہو اور قارئین بغیر کسی جھجک یا اجنبیت کے ان کو ادا کر سکیں۔

اس سے ہٹ کر اور بھی بہت رجحانات ہیں جن کو زیر قلم لا کر مصنف اپنی تحریر میں خوش آوازی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں تعرار لفظی اسما اور اسمائے صفت کے استعمال سے، غشائی آوازیں مشاعرانہ الفاظ اور تراکیب کے استعمال سے۔ یعنی کہ یہ تمام حربے لکھاری اپنی لکھت کو اعلیٰ سے اعلیٰ بنانے کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس سے اس کے فن و فکر کا باخوبی انداز کر کے اس کے مقام و مرتبہ کا تعین بھی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ بڑے شاعر اور ادیب خود سے بھی الفاظ اور تراکیب اخذ کرتے رہتے ہیں۔

تجنیسِ صوتی(Alliter Ation)

تجنیس صوتی اصل میں تو یہ ایک شاعرانہ اصطلاح ہے لیکن جب اسلوبیات کی بات ہو رہی ہے تو اس کا تعلق اسلوب سے اسلوب پر بات ہو گی تو اس حوالے سے تجنیس بھی زیر بحث آئی گی۔ شاعری کے ساتھ نثری مباحث میں بھی ذکر ہو رہا ہے۔

تجنیس کے معنی ہم جنس کے ہیں یعنی کہ یہ الفاظ کا املا ایک ہی ہو اور ان کے معانی الگ الگ ہو تو اس عمل کو تجنیس کہتے ہیں۔ اس کے حوالے سے مختلف ناقدین اور ماہرین نے اپنے اپنے الفاظ میں تجنیس کی تعریف کی ہے۔ منصف خاں سحاب ''نگارستان'' میں لکھتے ہیں:

> ''تجنیس کے لغوی معنی ہم جنس کے ہیں۔ یعنی کلام میں دو ایسے لفظ لانا جو تحریر و تقریر میں مشابہ یا قریب قریب مشابہ ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے مختلف ہوں اس سے کلام میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔''(۱۶)

حسن منظر کے ناولوں میں تجنیس پہلوی (الفاظ) کا استعمال اتنا زیادہ نہیں کیا گیا لیکن حسن منظر صاحب اسلوب ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں بھی کچھ نہ کچھ یعنی کہیں نہ کہیں حروف تجنیس کا ذکر ملتا تو ہے۔ لیکن ان کے حروف تجنیس کم تو ہیں لیکن بڑے احسن انداز میں استعمال کیا ہے۔ حسن منظر کے ناولوں میں سے چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں:

> ''رات بھر مریض بچوں کے ساتھ جاگنے والی مائیں اسٹول پر بیٹھی بیڈ پر سر ٹیک کر سو گئی ہیں جو نماز تسبیح پڑھ رہی

تھیں۔ زیادہ بیمار بچے غفلت میں ہیں۔ جیسے رات تھے۔ کچھ شرارت میں یہ دیکھ کر کہ نہ ماں دیکھ رہیں ہے نہ کوئی نرس ڈپٹے گی۔ ایک بانہہ کو جانے والے ڈوپ ٹیوب کو دوسرے ہاتھ ست ہلا جلا کر گرنے والے قطروں کو تیزیا آہستہ کرنے کا کھیل کھیل رہے ہیں۔"(۱۷)

حسن منظر اپنے ناول میں مندرجہ بالا لائنوں میں ایک منظر کشی کر رہے ہیں لیکن اس کے آخر میں انھوں نے دو الفاظ "کھیل کھیل" بیان کیے ہیں۔ اس منظر میں انھوں نے کچھ بچوں کے شرارت بھرے انداز میں "ڈرپ" سے کھیلنے کو حسن منظر نے بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے۔

دو لفظ "کھیل، کھیل" ایک لفظ کو بطور گیم اور دوسرے لفظ کو بطور نام استعمال کیا ہے یعنی کہ کھیل کا مطلب کھیل گیم اور دوسرے کا مطلب پریکٹیکل ہے۔ پہلے کھیل سے مراد گیم اور دوسرے کھیل سے مراد کھیلتا ہے۔ الفاظ کے املا میں اور تلفظ میں کوئی فرق نہیں لیکن ان کے معنی میں فرق ہے۔ مزید ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ جب پریس والا ڈاکٹر انیس سے سوال پہ سوال کیے جاتا ہے اور ڈاکٹر انیس اس کے سوالوں سے تنگ ہو کر پریس والے کو تھوڑا غصے میں جواب دیتا ہے کہ اس میں تجنیس استعمال نظر آتا ہے۔ حسن منظر یوں رقم طراز ہیں:

"اموات کتنوں کی ہوئی ہیں؟ پچھلے دو ماہ میں؟ اسی ماہ؟ اس ہفتے میں؟ آج آپ سب سوالوں کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔
لاشوں کا کا کیا جاتا ہے، مرنے کے بعد؟
ظاہر ہے مرنے کے بعد انیس نے تلخی سے کہا۔"(۱۸)

مندرجہ بالا لائنوں میں "کیا، کیا" الفاظ دونوں ایسے ہیں کہ ان کا تلفظ اور املا ایک ہے لیکن ان کے معنی الگ الگ ہیں۔ ایک اور مقام پر ایسی ناول "وبا" میں لکھتے ہیں کہ:

"اگر ایسا نہ کرے تو ڈرتا ہے عوام پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی اور ان کی ناخوشگواری اُسے اپنے پنجوں میں لے لے گی۔"(۱۹)

"لے، لے" اگرچہ بظاہر الفاظ ایک ہی ہیں لیکن یہ دونوں معانی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ پہلے لے کے معنی پکڑنے کے ہیں کہ پنجوں میں پکڑ کے گی۔

حوالہ جات

1. پروفیسر گیان چند جین: ’’عام لسانیات‘‘ ادارہ تاریخ وثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۲۶
2. حسن منظر: ’’حبس‘‘ بک کارنر، جہلم، ۲۰۲۳ء، ص ۵
3. ’’انسان کا دیس‘‘ ص ۵
4. حسن منظر ’’وبا‘‘ شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴
5. حسن منظر: ’’دو مختصر ناول‘‘ شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص متفرق
6. ڈاکٹر مسعود حسین خاں: ’’اُردو حروف تہجی کی صوتیاتی ترتیب‘‘ مشمولہ: ’’اُردو میں لسانی تحقیق‘‘ مرتبہ: پروفیسر عبدالستار دہلوی، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۴۴
7. حسن منظر: ’’دھنی بخش کے بیٹے‘‘ ص متفرق
8. حسن منظر: ’’حبس‘‘ ص ۴۵
9. حسن منظر: ’’العاصفہ‘‘ شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۲۳
10. ایضاً، ص ۱۴
11. حسن منظر: ’’وبا‘‘ ص ۲۷
12. حسن منظر: ’’دو مختصر ناول‘‘ شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص ۹۵
13. مرزا خلیل احمد بیگ: ’’اسلوبیاتی تنقید نظری بنیادیں اور تجزیے‘‘ بھٹی سنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۶۹
14. حسن منظر: ’’حبس‘‘ شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۱۶ء، ص ۳۴۰
15. خلیل صدیقی: ’’آواز شناسی‘‘ بیکن بکس ملتان، ۱۹۹۳ء، ص ۱۳۹
16. منصف خان سحاب: ’’نگارستان‘‘ مکتبہ جمال، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۷۹
17. حسن منظر: ’’وبا‘‘ ص ۵
18. ایضاً، ص ۳۸
19. ایضاً، ۴۸

References

1. Jain, G. C. (2019). *Aam Lisaniyat*. Idara Tareekh o Saqafat-e-Islamia. P. 26
2. Manzar, H. (2023). *Habs*. Book Corner. P. 5
3. *Insaan Ka Des*. (n.d.). P. 5
4. Manzar, H. (2009). *Waba*. Shahzad Publishers. P. 14
5. Manzar, H. (2010). *Do Mukhtasar Novel*. Shahzad Publishers. P. mutafarriq
6. Khan, M. H. (2018). Urdu Huroof-e-Tahajji ki Sautiyati Tarteeb. In A. S. Dehlvi (Murattib), *Urdu Mein Lisaani Tehqeeq* (P. 44). Book Talk.
7. Manzar, H. (n.d.). *Dhani Bakhsh ke Bete*. P. mutafarriq
8. Manzar, H. (2023). *Habs*. P. 45
9. Manzar, H. (2006). *Al-Aasifa*. Shahzad Publishers. P. 23
10. Ibid. P. 14
11. Ibid. P. 27
12. Manzar, H. (2010). *Do Mukhtasar Novel*. Shahzad Publishers. P. 95
13. Baig, M. K. A. (2018). *Usloobiyati Tanqeed: Nazari Bunyaadein aur Tajziye*. Bhatti Sons. P. 269
14. Manzar, H. (2016). *Habs*. Shahzad Publishers. P. 340
15. Siddiqui, K. (1993). *Awaz Shanasi*. Beacon Books. P. 139
16. Khan, M. (2010). *Nigaristan*. Maktaba Jamal. P. 179
17. Manzar, H. (2009). *Waba*. P. 5
18. Ibid. P. 38
19. Ibid. P. 48